عقائد و معمولاتِ اہلسنت خصوصاً میلاد و فاتحہ وغیرہ کے موضوع پر لکھی گئی اپنی نوعیت کی واحد کتاب
انوارِ ساطعہ
در بیانِ
مولود و فاتحہ
تصنیفِ لطیف
محققِ دوراں، مفتیِ زماں حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عبد السمیع سہارنپوری
خلیفہ حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہما الرحمۃ والرضوان
تسہیل و تجدید، تخریج و تحقیق
محمد افروز قادری چریاکوٹی
دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، جنوبی افریقہ
RAZVI KITAB GHAR
رضوی کتاب گھر دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَ الْجِنُّ تَهْتِفُ وَ الْأَنْوَارُ سَاطِعَةٌ
وَالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ مَعْنًى وَّ مِنْ كَلِمٍ

عقائد و معمولاتِ اہلسنّت خصوصاً میلاد و فاتحہ وغیرہ کے موضوع پر لکھی گئی اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

تصنیف لطیف

محقق دوراں مفتی زماں حضرت علامہ مولانا حافظ محمد عبد السمیع سہارن پوری [۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء]
خلیفہ: حضرت مولانا حاجی محمد اِمداد اللہ مہاجر مکی - ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء - علیہما الرحمۃ والرضوان

تسہیل و تجدید ، تخریج و تحقیق

محمد افروز قادری چریاکوٹی
دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ

تقسیم کار : اِدارہ فروغِ اسلام ، چریاکوٹ ، مئو ، یوپی ، انڈیا

تفصیلات

نام کتاب	:	انوارِساطعہ دربیان مولود وفاتحہ
تصنیف لطیف	:	حضرت مولانا محمد عبدالسمیع بیدل رام پوری سہارن پوری-۱۳۱۸ھ-
تسہیل وتجدید، تخریج وتحقیق	:	مولانا محمد افروز قادری ثقافی چریاکوٹی-عفی عنہ- پروفیسر: دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ ایڈیٹر: چراغِ اُردو، ماہانہ اُردو میگزین، ساؤتھ افریقہ afrozqadri@gmail.com
تقریب وتصحیح	:	حضرت علامہ محمد عبدالمبین نعمانی قادری-دامت برکاتہم القدسیہ- رکن: المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور، اعظم گڑھ۔
تقدیم نفیس	:	حضرت علامہ مولانا نفیس احمد مصباحی-مدظلہ العالی- استاذ: الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی۔
مصدقین ومقرظین	:	شیخ المشائخ حضرت مولانا حاجی امداداللہ مہاجر مکی، پایۂ حرمین حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی، ادیب اعظم مولانا محمد فاروق عباسی چریاکوٹی وغیرہ -رحمہم اللہ تعالیٰ-
سن تصنیف وطبع اول	:	۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء
نظر ثانی از مصنف وطبع دوم	:	۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۸ء
طبع سوم	:	مطبع نعیمی، مرادآباد
طبع چہارم	:	جمادی الاولیٰ:۱۴۲۸ھ/ جون ۲۰۰۷ء (منجانب: طلبہ جامعہ اشرفیہ)
طبع پنجم	:	شوال:۱۴۲۸ھ/ اکتوبر ۲۰۰۷ء (المجمع الاسلامی، ملت نگر مبارک پور)
طبع ششم	:	ربیع الاوّل:۱۴۳۱ھ/ اپریل:۲۰۱۰ء (ادارہ فروغ اسلام، چریاکوٹ)
صفحات	:	پانچ سو چھیانوے (۵۹۶)
قیمت	:	/روپے
ناشر	:	

فہرست مضامین

جوچشم دل بھی ہے بینا تو دیکھ شیطاں کو	کہ اس کے زیرحکومت ہے محفل میلاد
حرام فعل ہو یا ہو حلال ان کے لیے	قضائے جملہ حاجت ہے محفل میلاد
چڑھی ہے داڑھی تو مونچھے بڑھی ہیں اکثر کی	بھری انھیں سے بکثرت ہے محفل میلاد
بہت ندائے رسولِ خدا میں شاغل ہیں	یہ مشرکوں کی علامت ہے محفل میلاد

اگر چہ یہ عبارتیں اس لائق نہ تھیں کہ اس کتاب میں درج کی جاتیں لیکن اس معذرت کے لیے لکھی گئی ہیں تاکہ آپ کو اندازہ ہوسکے کہ میں نے ان مقالات پریشاں سے تنگ آکر قلم اٹھایا ہے۔ارباب عدل وانصاف مجھے معذور رکھیں۔

لمعہ ثانیہ-انوارساطعہ پرنظرثانی کی وجہ :

واضح رہے کہ جب مانعین حضرات کی درازنفسی بڑھی، میلاد شریف منانے والوں کوٹکڑ گدے اور پیٹ کے کتے لکھا، ہندوؤں سے بھی بدترٹھہرایا اور میلا دشریف کوخرافات اور سانگ بتایا-یہ سارے کلمات لمعہ اولیٰ میں فتاویٰ مطبوعہ ہاشمی صفحہ نمبرکی تعیین کے ساتھ نقل ہوچکے ہیں- ان کے علاوہ بعض منکرین کے ناشائستہ الفاظ سے بھرے رسالے بھی دیکھنے میں آئے،تو اسی وجہ سے میں نے-۱۳۰۲ھ- (1884ء) میں مطبوعہ''انوارساطعہ''کے اندرکہیں کنایۃً بطورِظرافت اور کہیں صراحۃً بطورِملامت کچھ کلمات لکھ دیے ہیں مگران کی برابری نہیں کی ان سے کم ہی لکھا ہے اوروہ بھی اس لیے چوں کہ شرعی طورپرہم اس انتقام کے مجاز ہیں۔سورۂ شوریٰ میں ہے :

وَ جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا . (۱)

اور برائی کا بدلہ اسی کی برابر برائی ہے۔

بخلاف ان لوگوں کے کہ جنھوں نے پہلے تو اپنا سلیقہ زبان درازی ظاہرفرمایا اور اس پیش دستی کی ان کے پاس ہرگزکوئی شرعی دلیل نہیں، اس کے جواب میں میں نے جو کچھ لکھا وہ کچھ بھی نہیں تھا اور وہ بھی میرے طرز کے خلاف تھا کیوں کہ طعن وتشنیع میری عادت نہیں اور ہرکسی سے مہروسلامتی کا رویہ رکھتا ہوں۔یہی وجہ ہے کہ-۱۳۰۲ھ-(1984ء) میں مطبوعہ''انوارِساطعہ''پر میں نے اپنا نام نہیں لکھا لیکن بالآخرلوگوں میں اور شہربہ شہرخودبخود اس کا چرچا ہوگیا یہاں تک کہ

(۱) سورۂ شوریٰ:۴۲ر۴۰۔

ملک عرب میں بھی میرا ہی نام ظاہر ہوا۔ (چنانچہ) مکہ مکرمہ - زادہا اللہ شرفا وتعظیما - سے جناب مرشدی ومستندی، سیدی وملتحدی، ملاذیوی وغدی، نعیم روحی وجسدی، مرشد العلما والفضلا، شیخ العرفا والکملا، شریعت آگاہ، طریقت پناہ، معرفت دست گاہ، حقیقت اکتناہ المولیٰ الحافظ المہاجر فی سبیل اللہ شیخنا المدعو بحاجی شاہ امداد اللہ - مدظلہ العالی مدی الایام واللیالی - کا ۱۳۰۴ھ - (1986ء) میں یہ ارشاد موصول ہوا کہ ''انوارِ ساطعہ'' کے مسائل ودلائل مجھے پسند آئے لیکن خلاف مرضی بات یہ ہے کہ آپ نے معاصر وہم قافلہ علما کے بارے میں کچھ نامناسب الفاظ لکھ دیے ہیں اور یہ ارباب تحقیق (کی شان) سے بعید ہے۔ میں نے یہ عذر پیش کیا کہ آغاز اُدھر ہی سے ہوا تھا لیکن قبول نہ ہوا اور ہوتا بھی کیوں کر کہ آپ تو اپنے مقام ومرتبہ کے لحاظ ہی سے نصیحت فرمائیں گے یعنی خودی کو مٹائے ہوئے، اپنے نفس پر جابر وقاہر، لوگوں کی ایذاؤں پر صابر وشاکر۔ آیت وَ الْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ (۱) آپ کا دستور وشیوہ، اور زبان پر یہ آیت کریمہ جاری۔ وَ لَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ إِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ (۲)

الحاصل! میں نے حضرت کا فرمان مان لیا اور مولوی خلیل الرحمٰن کو ایک خط لکھا جو ان دنوں وہیں قیام پذیر ہوکر حضرت سے مثنوی شریف پڑھا کرتے تھے، جس کا مضمون یہ تھا کہ حضرت سے عرض کر دیں کہ جو تیز وتند الفاظ کسی کی نسبت لکھ دیے گئے ہیں انھیں میں نکال دوں گا، اور فریق ثانی جو کچھ زبان درازی کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں اس پر صبر کر کے انتقام نہ لوں گا۔ اس کے جواب میں حضرت مرشدی کا جو کرامت نامہ ومتقدس شمامہ صادر ہوا، اسے نقل کرتا ہوں:

عزیزی ومحبی مولوی عبدالسمیع صاحب - دام محبتکم -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد دعاے ازدیاد علم واخلاص مکشوف باد کہ باطلاع مضمون خط شما کہ بہ خلیل الرحمٰن نوشتہ بودید نہایت محظوظ شدم چوں کہ آخر کار معاملہ بخدائے علیم بذات الصدور افتادنیست لازم آں کہ از کتاب انوار ساطعہ خود کلامے کہ دراں تیز قلمی وغیظ نفسانی شدہ باشد کہ ایں از طرز تحریر اصحاب تحقیق وارباب تہذیب بعید است واسماے برادران طریقت خود وعبارت واسمائے دیگر کہ از فور نفسانی صادر شدہ باشد اخراج نمایند ومضمونے کہ فیما بینکم وبین اللہ تعالیٰ

(۱) آل عمران: ۳/۱۳۴۔
(۲) شوریٰ: ۴۲/۴۳۔

باخلاص وبرائے اظہارامرحق باشد باقی دارند-انشاءاللہ تعالیٰ-مقبول خواہدشدواگر کسے بتردید آں چیز ے نویسد شادرپےتحریرجواب الجواب نشوید چراکہ قصدشما اظہارِحق بودوظاہرشدوبس و فی الحقیقت نفس مطلب کتاب موافق مذہب ومشرب فقیر و بزرگان فقیراست خوب نوشتید -جزاکم اللہ خیرالجزاء- اللہ تعالیٰ ماوشماوجمیع مومناں رادرذوق ومحبت خودداشتہ حسن خاتمہ نصیب کند-آمین-

علم واخلاص کی بے پایاں برکتوں سے حصہ وافر عطاہونے کے بعد آپ پر یہ بات آشکارہونی چاہیے کہ خلیل الرحمٰن کے نام مرسلہ آپ کے مکتوب کے مضمون کو پڑھ کر میں کافی محظوظ ہوا۔ چوں کہ آخرکارمعاملہ اللہ رب العزت کے حضورپیش ہوناہے،اس لیےانوارساطعہ کے اندرجوکچھ تیزکلامی اورغیظ نفسانی کے پہلودرآئے ہیں جواصحاب تحقیق اورارباب تہذیب کے شایان شان نہیں، نیزاس کے اندرہوائے نفسانی کی وجہ سے جوکچھ اپنے برادران طریقت کے اسما،عبارتیں اوربعض دیگرنام بھی مندرج ہوگئے ہیں انھیں اس سے خارج کردیناچاہیے۔ اورصرف وہی مضامین باقی رکھنے چاہئیں جواخلاص وللّٰہیت کے ساتھ اظہارحق کی خاطرقلم بند ہوئے ہیں۔انشاءاللہ۔اس کی برکت سے قبولیت عامہ نصیب ہوگی،اوراگرکوئی اس کی تردید میں کچھ پیش کردے تو آپ اس کے جواب الجواب کے پیچھے نہ پڑیں کیوں کہ آپ کا مقصد اظہارحق تھااوروہ حاصل ہوگیااوربس۔ سچی بات یہ ہے کہ کتاب کانفس مفہوم ومطلب آپ نے فقیراوربزرگان دین کے مذہب ومشرب کے موافق خوب قلم بندکیاہے۔اللہ آپ کواس کی بہترجزاعطافرمائے،اورہمیں آپ کواورجملہ مومنین کواپنی سچی محبت اورذوق وشوق میں مگن رکھ کرحسن خاتمہ نصیب فرمائے۔

الراقم الآثم :

فقیرامداداللہ-عفی عنہ-

محررہ؛۲۲/شوال ۱۳۰۴ھ - از: مکہ معظّمہ محلّہ حارۃ الباب

ایک خط اورمولوی خلیل الرحمٰن صاحب کا مکہ معظّمہ سے آیا جس میں یہ لکھاتھا کہ حضرت مرشدی ارشادفرماتے ہیں کہ ''انوارِساطعہ'' کی جب دوبارہ طباعت ہوتو پانچ یاچھ کاپی ہمارے پاس ضروررروانہ کردیں۔

الحاصل حضرت مرشدی ومستندی کاصحیفہ مبارکہ آجانے کے بعد مجھےنظرثانی کی فرصت نہ ملی۔

حکم سے چھپی ہے۔ دیباچہ میں جہاں کہ مولف کا نام لکھا جاتا ہے' ان کے مرید مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی کا نام لکھا تھا اور کتاب کے اختتام پر تصدیق جواب اور تائید و تحسین کتاب کے طور پر مولوی رشید احمد صاحب موصوف کی تقریظ زیب قرطاس ہے۔

میرے کچھ احباب نیز دہلی و پنجاب وغیرہ کے بعض علمانے خطوط لکھے کہ تم ''براہین قاطعہ'' کا جواب کیوں نہیں لکھتے۔ یعنی اس کتاب میں تحقیق حق تو اپنی جگہ صرف دلی بخار نکالا گیا ہے، نہ تو کوئی دلیل ہی معقول ہے اور نہ کوئی جواب ہی موزوں و درست ہے، صرف غیر شائستہ اور بے ڈھنگے کلمات سے پوری کتاب بھر دی گئی ہے۔ غلیظ ترین الفاظ میں شاید کوئی ایسا لفظ ہو جس کا استعمال اس کتاب میں نہ ہوا ہو، اگر ساری کتاب کا (دیانت داری سے) انتخاب کیا جائے تو غالبًا آدھی کتاب گالی گلوج اور غیظ و غضب سے بھری ملے گی۔ (اس لیے) اس کا جواب لکھنا بہت ضروری ہے۔ میں نے کہا چند وجوہ کے باعث میرے لیے خاموش رہنا ہی بہتر ہے۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ خواہ اس کتاب یا کسی اور بے ڈھنگے رسالے کا جواب الجواب لکھنے سے باقتضاے رفع نزاع (میرے لیے) حضرت مرشدی جناب حاجی صاحب - ادام اللہ ارشادہ - (کی ذات) مانع ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت کا رقعہ مبارکہ' لمعہ ثانیہ میں منقول ہو چکا ہے۔ مزید برآں یہ کہ علامہ ذی جاہ المشتہر بالالسنۃ والافواہ استاذنا الحاج المہاجر مولانا رحمت اللہ الہندی الکیرانوی ثم المکی - خصہ اللہ بإنعامه الجلي والخفي - نے بھی ایک رحمت نامہ کچھ اسی مضمون کا روانہ فرمایا جسے بعینہٖ نقل کیا جاتا ہے :

مولوی صاحب شفیق عالم مولوی عبدالسمیع صاحب سلامت ... سلام مسنون کے بعد آپ سے دیرینہ محبت اور بے تکلفی کی بنیاد پر اپنا مقصد (نگارش) ظاہر کر رہا ہوں کہ آپ کی اور مولوی رشید احمد صاحب کی مخالفت حد کو پہنچ گئی اور تحریر بھی اب بڑی سخت ہوگئی ہے، اس لیے مدرسہ فقیر کے مدرس دوم حافظ عبد اللہ صاحب کو سرکار چھتاری کے ذریعہ مقرر کردہ وظیفہ - جو دو سال سے وصول نہیں ہوا - لینے کے لیے دہلی سے چھتاری بھیجنا ضرور تھا، اور ان کو تاکید کی گئی ہے کہ جاتے یا آتے آپ سے میرٹھ میں ملاقات کریں، تو وہ آپ سے مل کر زبانی بھی کہیں گے کہ اس مقدمہ کو جتنا ہو سکے دبایا جائے ہرگز بڑھاوا نہ دیا جائے۔ فقط والسلام

راقم آثم :

محمد رحمت اللہ - از: مکہ معظّمہ

تو جب پیر اور استاد' دونوں کا ایک ہی ارشاد' قابل ادب واحترام ملک عرب سے آئے تو بھلا بندہ اس باب میں اب کیسے قلم اُٹھائے!۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ شروع میں جب مانعین نے میلاد شریف کرنے والوں کو احمق، گمراہ اور کنہیا کا جنم دن منانے والوں سے بھی بڑھ کر لکھا اور اس کی چوٹ دور دور یعنی روم وشام، مصرو یمن، حرمین شریفین اور بیت المقدس وغیرہ کے علما ومشائخ' اگلے پچھلے احیاء واموات غرضیکہ تمام ذوات قدسیہ تک پہنچتی تھی، تو ان سب کی براءت اور مذہب حق کی نصرت کے لیے میں نے یہ رسالہ ''انوارِ ساطعہ'' لکھا تھا، اور اسی اخلاصِ نیت اور امدادِ حق کے باعث یہ طالبانِ حق میں کافی مشہور ومقبول ہوا، اور دور دور تک اس کی شہرت ہوگئی۔

اب (اس کے جواب میں) یہ جو ''براہین قاطعہ'' چھپی ہے، وہ پوری کی پوری لعن طعن سے بھری پڑی ہے۔ نہ تو مضمون ہی سنجیدہ نہ ہی تقریر موزوں۔ تا حد نگاہ خاص میری ذات ہی کی توہین وتحقیر۔ لیکن میں اپنی ذات کا انتقام لینے نہیں اُٹھا نہ ہی ان کے بھونڈے الفاظ کا جواب دینے چلا ہوں۔ حضور خیر الانام -صلی اللہ علیہ وسلم- کی حدیث پاک سے ہمیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ جب تک بندہ اپنی برائیوں کو سن کر چپ رہتا ہے، فرشتے اس کی طرف سے جواب دیتے ہیں اور جب یہ خود جواب دینے لگتا ہے تو وہ انتقام والا فرشتہ خاموش ہو کر اپنی راہ لے لیتا ہے۔ اس لیے مجھے منظور نہیں کہ میں بذات خود اپنے نفس کا انتقام لوں اور اب بہتر یہی ہے کہ ان کے جواب سے اپنے قلم کو تھام لوں۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ جب ''براہین قاطعہ'' چھپ کر ادھر ادھر شائع ہوئی اور اس کے مقلدین نے ''انوار ساطعہ'' کو برا بھلا کہنا شروع کیا تو میں نے اپنا رسالہ ''انوارِ ساطعہ'' علماے عصر کی خدمت میں بھیج دیا تاکہ وہ اسے شروع سے اخیر تک حرفاً حرفاً ملاحظہ فرمائیں، اگر مضمون درست اور دلیل ٹھوس پائیں تو اپنی تصدیق وتقریظ سے اسے مزین فرمائیں۔ چناں چہ بڑے بڑے شہروں کے نامور اکابر فضلا اور دور دور کے مشاہیر علما نے اس کتاب کو بالاتفاق پسند کیا اور اپنی (گراں قدر) تقریظ رقم فرما کر اس نحیف کو سر بلند کیا۔ ان کی تقریظوں سے ہویدا ہوا کہ ''انوارِ ساطعہ'' کا دعویٰ ودلیل سب درست وبجا ہے۔ وہ تقریظیں -انشاء اللہ- ہم نورِ چہارم میں درج کریں گے اور اہل نظر ان کے فصیح وبلیغ مضامین پر مطلع ہوں گے۔ تو اب ہمیں ''براہین قاطعہ'' کا جواب دینے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ ہمارے مضامین پر سلف وخلف اور معاصر علماے ذی شرف کا کثرت سے

میں نے کبھی حضرت سلطان کے سامنے جو میرے نزدیک خلاف واقع ہوان کی رعایت یا ان کے وزراؤامرا کی رعایت سے کبھی نہیں کہا بلکہ دونوں دفعہ جو میں بلایا گیا ہوں تو صاف صاف کہتا رہا ہوں اور کبھی یہ خیال نہیں کیا کہ حضرت سلطان المعظم یا ان کے وزراؤامرا ناراض ہوں گے۔ اور میرا جھگڑا جو عثمان نوری پادشاہ سے ہوا- جو بڑے مہیب اور زبردست بادشاہ تھے اور اپنے حکم کی مخالفت کو بدترین امور سمجھتے تھے- اور مجلس عام میں ان سے جو میری گفتگو ہوئی وہ جملہ اہل حجاز بالخصوص حرمین کے بڑے چھوٹے سبھی بخوبی جانتے ہیں۔ بلکہ اگر میں تقیہ کرتا تو ان حضرات منکرین کے خوف سے تقیہ کرتا۔ مجھے یقین ہے کہ جب ان کے ہاتھ سے امام سبکی، جلال الدین سیوطی، ابن حجر اور ہزار ہا علمائے تقوی شعار خاص کر ان کے استادوں اور پیروں میں شاہ ولی اللہ وغیرہ- قدس اللہ اسرارہم- نہ چھوٹے تو میں غریب- نہ تو ان کے سلسلہ اساتذہ میں شامل اور نہ ان کے پیروں کی فہرست میں داخل- کس طرح چھوٹوں گا، یہ تو ہر طرح سے تفسیق بلکہ تکفیر میں قصور نہ کریں گے لیکن میں ان کی ان حرکتوں سے نہیں ڈرتا اور میرے ان اقوال کی تائید اور سند مولف رسالہ نے جو جا بجا تحریر فرمائی ہے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ واللہ اعلم وعلمہٗ اتم - فقط۔

أمر برقمه و قال بفمه الراجي رحمة ربه المنان

محمد رحمت اللہ بن خلیل الرحمٰن- غفر لہما اللہ المنان-

محمد رحمت اللہ ۱۲۵۳

اختتام کتاب

بہ کلمات طیبات مرشد زماں ہادیِ دوراں حضور مرشدی، مولائی، ثقتی ورجائی، المشتہر بالالسنہ والافواہ الحافظ الحاج المہاجر مولانا شاہ امداد اللہ- متع اللہ المسلمین بامدادہ وارشادہ وتقواہ-

بعد حمد وصلاۃ فقیر حقیر امداد اللہ عرض می نماید کہ درین ولا چیزے کیفیت اعتقاد مذہب ومشرب خود کہ جامع شریعت وطریقت میدانم بقلم آوردن مناسب افتاد باید دانست و بغور باید شنید کہ فقیر مدعی مذہب حنفی ومشرب صوفی است اگر چہ در دعویٰ خود کامل نہ باشد مگر خود را حنفی مذہب وصوفی مشرب می گویاند می شارد زیرا کہ فقیر را از راہِ عقل ونقل محقق ومعلوم شد کہ ہر قدر کہ فہم معانی قرآنی و ادراک حقائق ومعارف کلام الٰہی- جل شانہ- وفہم وادراک حدیث مصطفیٰ- صلی اللہ علیہ وسلم- ایں

دوگروہ یعنی علماے مجتہدین احناف و مشائخ صوفیہ را حاصل ونصیب است دیگراں ایں درجہ ندارند کہ از یک مسئلہ مسائل کثیرہ استخراج کردہ اند وپشت وپناہ دین محمدی-صلی اللہ علیہ وسلم-گشتہ اند-رضوان اللہ علیہم اجمعین-لہٰذا فقیر بدل مقلد ہر دوفریق موصوف گشتہ مذہب ومشرب ایشاں اختیار کردہ است وفوائد بسیار ظاہری و باطنی حاصل کردہ است ومی کند-وہوالموفق وبہ نستعین-پس معتقد ومختار فقیر آنست کہ دراں مسئلہ کہ ایں ہر دوفریق متفق اند یعنی احناف وصوفیہ فقیر بے تکرار وبحث بدل نمودہ برآں کار بندمی شود دراں مسئلہ کہ فریقین موصوفین را اختلاف واقع شدہ درآں مسئلہ دیدہ خواہد شد کہ اگرآں اختلاف درحقائق ومعارف وتوحید بصوفیہ کرام-رحمہم اللہ تعالیٰ-کردہ خواہد شد زیرا کہ ایں گروہ محقق و اہل کشف ہستند وفریق ثانی نظر وفکر عقلی را دخل می دہند واگر اختلاف درمسائل عبادات ومعاملات است دراں نیز غور کردہ خواہد شد پس اگرآں اختلاف در مسائل اعمال جوارح تعلق دارد باہل مذہب حنفی رجوع کردہ آید واگر اختلاف دراعمال قلبی ست رجوع بصوفیہ خواہد شد-(دستور العمل حضور مرقومہ-۱۳۰۶ھ-)

یعنی فقیر حقیر امداد اللہ عرض گزار ہے کہ میں مشرباً اور مذہباً اپنے عقیدہ وعمل کو شریعت وطریقت کا سنگم سمجھتا ہوں، جسے اپنے قلم سے لکھ دینا مناسب ہے۔ ہوش کے کان لگا کر سنیں کہ یہ فقیر حنفی المسلک اور صوفی المذہب ہونے کا مدعی ہے گرچہ اپنے اس دعوے میں کامل نہیں مگر خود کو حنفی اور صوفی کہتا اور شمار کرتا ہوں کیوں کہ اس فقیر پر عقلی ونقلی دلائل کی روشنی میں یہ حقیقت آشکار ہو چکی ہے کہ جس قدر قرآنی علوم کے فہم ومعانی ادراک حقائق اور معرفت کلام الٰہی جل شانہ اور احادیث مصطفویہ کا فہم وادراک ان دوگروہوں یعنی علماے مجتہدین احناف اور مشائخ صوفیہ کو نصیب ہوا ہے شاید ہی کسی اور کو اتنا حاصل ہوا ہو؛ کیوں کہ انھوں نے ایک ہی مسئلہ سے بہت سے مسائل کا استخراج کیا ہے اور دین محمدی کی پشت پناہی کا فریضہ بطریق احسن انجام دیا ہے،اس لیے فقیر ان دوگروہوں کا تہ دل سے اتباع کر کے ان کے مذہب ومسلک پر جادہ پیا ہوا ہے۔ اور فوائد ظاہری وباطنی سے مستفید ہوا اور ہو رہا ہے۔ وہوالموفق وبہ نستعین۔ پس فقیر کا معتقد ومختار یہ ہے کہ جس مسئلہ میں یہ دوگروہ یعنی احناف وصوفیہ متفق ہیں فقیر اس کو بغیر کسی ہچکچاہٹ کے تہ دل سے قبول کر کے اس پر کاربند ہوتا ہے۔ اور جس مسئلے میں مذکورہ گروہوں کا اختلاف ہو اس کے بارے میں دیکھا جائے گا کہ اگر یہ اختلاف حقائق ومعارف اور توحید سے متعلق صوفیہ کرام کا ہے ہو تو ممکن ہے کیوں کہ یہ محقق اور اہل کشف کی جماعت ہے۔ اور دوسرا گروہ اپنے نظر وفکر میں عقل کا استعمال کرتے ہیں لیکن اگر اختلافات

عبادت ومعاملات سے متعلق مسائل میں ہوں تو اس پر غور کیا جائے گا، پس اگر اس اختلاف کا تعلق اعمالِ جوارح والے مسائل سے ہو تو ان پر مذہب حنفی کی طرف رجوع کیا جائے گا اور اگر اختلاف اعمال قلبی میں ہو تو صوفیہ کی طرف رجوع لایا جائے گا۔

(دستور العمل حضور مرقومہ - ۱۳۰۶ھ -)

و قال - دام إرشاده و إمداده -

از فقیر امداد اللہ - عفا اللہ عنہ - بخدمت بابرکت جناب مولوی نذیر احمد خاں صاحب - سلمہ اللہ تعالیٰ - بعد و علیکم اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

آپ کا نامہ مورخہ ۲۰/ رجب - ۱۳۰۷ھ - مع ایک پرچہ مطبوعہ مطبع محبوب المطابع شہر میرٹھ جو فقیر کے خط سے منسوب ہے جناب مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کے ہاتھ پہنچا، فقیر کا یہ مسلک ضرور ہے کہ اہل اسلام کی تکفیر پر جرأت نہیں کرتا بلکہ اس سے تنفر قلبی رکھتا ہے اور اس میں صرفِ اوقات کو حماقت بلکہ خسران وخذلان کا موجب سمجھتا ہے۔ جہاں تک ممکن ہو تاویل کو محبوب سمجھتا ہے بشرطیکہ سوادِ اعظم کے خلاف نہ ہو۔ اور فقیر صلح بین المومنین کا بدل خواہاں ہے اور اپنے احباب کو بھی فقیر کی یہی نصیحت ہے کہ نزاع سے کنارہ کش رہیں اور مسائل مختلف فیہا میں سوادِ اعظم کا اتباع کریں، اگرچہ وہ مسئلہ اپنی تحقیق کے مخالف ہو کیوں کہ سوادِ اعظم علما و مشائخ کا خلاف تنزل مرتبہ ایمانیہ کا موجب اور انحطاط کمالات کا مثمر ہے۔

اس خط میں یعنی خط مطبوعہ محبوب المطابع میں جو فقیر کے خلاف ہے اس کی تصریح کرتا ہوں:

جواب اول میں امکان ووقوع کا فرق بتایا گیا ہے۔ فقیر کو اس سے اتنا معلوم ہوا کہ کذب کا نقائص میں ہونا متفق علیہ ہے پھر ذاتِ مقدس باری تعالیٰ کی طرف نقص کا استناد کس طرح جائز ہوسکتا ہے، گو بر سبیل امکان ہی سہی۔

جواب ثانی میں آیت: إنما أنا بشر مثلكم - الخ - کا منکر کوئی اہل اسلام نہیں سب کا یہی اعتقاد ہے کہ آنحضرت - صلی اللہ علیہ وسلم - بشر ہیں۔ حضرت آدم - علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام - کی اولاد میں ہیں انکار اس بات کا ہے کہ کوئی بشر سمجھ کر بڑا بھائی کہنے لگے یا مثل اس کے اور کلمہ گستاخی زبان سے نکالے، یہ البتہ موجب خذلان ہے، فقیر کے اعتقاد میں تو رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - اشرف المخلوقات ہیں اور باعث ایجادِ کائنات ہیں ع:

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جواب ثالث کی تصریح یہ ہے کہ فقیر مجلس شریف میلاد مبارک کا مع ہیئت کذائیہ معمولہ علماے ثقات صلحاو مشائخ کرام بارہا اقرار کر چکا ہے اور اکثر اس کا عامل ہے جیسا کہ فقیر کی دیگر تقریرات و تحریرات سے یہ مضمون ظاہر ہے فقیر کو اس مجلس شریف کے باعث حسنات و برکات کے معتقد ہونے کے علاوہ یہ عین الیقین ہے کہ اس مجلس مبارک میں فیوض و انوار و رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔

جواب رابع میں فقیر کا یہ عقیدہ ہے کہ علماے حرمین شریفین کی توہین شمہ بھر جائز نہیں اور ان کا اتفاق کسی مسئلہ شرعیہ میں حجت سمجھتا ہوں۔ جیسا کہ بزرگانِ سلف لکھتے آئے ہیں۔

جواب خامس فقیر ہمیشہ سے حنفی المذہب صوفی المشرب ہونے کا مدعی ہے اگر چہ اپنے دعوے میں کامل نہ ہو۔ فقیر تقلید کو واجب جانتا ہے اور اس بات کو اچھا نہیں جانتا کہ کوئی حنفی المذہب ہو کر ایسے مسئلہ کی تائید کرے جس میں حمایت لامذہبی پائی جائے اور عوام ضلالت میں پڑیں۔

(فقرات مندرجہ کرامت نامہ) حضور مرشدی اسمی مولوی نذیر احمد خاں صاحب مدرس مدرسہ احمد آباد گجرات مرقومہ رمضان - ۱۳۰۷ھ -

و قال - دام إرشاده و إمداده -

از: امداد اللہ - عفا اللہ عنہ -

بخدمت عزیزم پیر جی مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی و عزیزم مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی - سلمہما اللہ تعالیٰ -

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

تمام بلاد و ممالک ہند مثلاً بنگال، بہار، مدراس، دکن، گجرات، بمبئی، پنجاب، راج پوتانہ، رام پور اور بہاول پور وغیرہ سے متواتر اخبارات حیرت انگیز حسرت خیز اس قدر آتی ہیں کہ جس کو سن کر فقیر کی طبیعت نہایت ملول ہوتی ہے اس کی علت یہی براہین قاطعہ و دیگر ایسی ہی تحریرات ہیں، یہ آتش فتنہ انوارِ ساطعہ کی تردید سے مشتعل ہوئی کہ تمام عالم اس کی حمایت میں کھڑا ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے اس کو کچھ ایسی مقبولیت عطا فرمائی کہ تمام ممالک کے علما و مفاتی نے ساری کتاب کو تہ دل سے پسند فرما کر اس پر اتفاق کیا۔ دیکھو ہندوستان میں سیکڑوں مذاہب کفریہ و عقائد باطلہ مخالف دین و بیخ کن اسلام ظاہر ہوتے جاتے ہیں اور کیسے کیسے شبہات الزام و اعتراض شہادت و شبہات و شکوک مذہب اسلام پر وارد کرتے جاتے ہیں پس ایسے وقت میں آپس کی مجادلہ کی جگہ اس کی تردید کرنی چاہیے اور قرآن شریف کی خوبیاں و فضائل اور رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم - کے محامد و مکارم

اخلاق ومحاسن اوصاف کو ہر مقام و ہر شہر وقریہ میں نہایت زور وشور سے مشتہر کرنا چاہیے ایسے وقت میں رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وسلم- کے محامد واوصاف و مکارم اخلاق کو مشتہر واشاعت عام کرنے کے لیے ہر مقام میں مجلس میلاد شریف کا چرچا بڑا عمدہ ذریعہ و مستحسن وسیلہ ہے۔

(فقرات مندرجہ کرامت نامہ حضور مرشدی اسمی پیرجی خلیل احمد صاحب
ومولوی محمود حسن صاحب مرقومہ ذی قعدہ -۱۳۰۷ھ-)

و قال -دام إرشاده و إمداده-

انوارِ ساطعہ کے اکثر مسائل میں فقیر دل سے متفق ہوا تو اللہ تعالیٰ کی جناب میں بہت التجاو دعا کی یا اللہ اگر میں ان مسائل میں صراط مستقیم پر ہوں اور حق بجانب ہوں تو اس کتاب کو مقبول علماے دیار وامصار واہل اسلام کر۔ چنانچہ ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمایا کہ تمام علماے حرمین شریفین وبلاد اسلام اس کے مسائل میں متفق ہیں۔ اور خود کتاب کو بھی پسند کرتے ہیں۔ **ذلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔**

(مرقومہ دہم رمضان روز سہ شنبہ -۱۳۰۷ھ- اسمی راقم الحروف)

و قال -دام إرشاده و إمداده-

میں خود مولود شریف پڑھوا تا ہوں اور قیام کرتا ہوں، اور ایک روز میرا یہ حال ہوا کہ بعد قیام سب بیٹھ گئے مگر میں بے خبر کھڑا رہ گیا بعد دیر کے مجھ کو ہوش آیا تب بیٹھا۔

(مرقومہ ۱۳ ربیع الآخر ۱۳۰۴ھ اسمی راقم الحروف)

و قال -دام إرشاده و إمداده-

انوارِ ساطعہ از اول تا آخر شنیدم وبغور وتدبر نظر کردم ہمہ تحقیق را موافق مذہب ومشرب خودو بزرگان خود یافتم۔

(مرقومہ یازدہم رجب -۱۳۰۴ھ- راقم الحروف)

و قال -دام إرشاده و إمداده-

فی الحقیقت نفس مطلب کتاب انوارِ ساطعہ موافق مذہب ومشرب فقیر وبزرگان فقیر است خوب نوشتید -جزاکم **اللّٰہ خیرَ الجزاء**- اللہ تعالیٰ ماوشماو جمیع مومناں را در ذوق وشوق ومحبت خود داشتہ حسن خاتمہ نصیب کند آمین۔

(مرقومہ بست ودویم شوال -۱۳۰۴ھ- اسمی راقم الحروف)

واضح ہوکہ اول انوارِساطعہ ۱۳۰۲ھ میں مطبوعہ ہوئی تھی، رفتہ رفتہ کچھ مدت کے بعد مکہ معظّمہ پہنچی اور حضرت مرشدی ومولائی نے بتدریج اس کو ملاحظہ فرمایا۔اس کے بعد حضرت نے جس قدر کرامت نامے مکہ معظّمہ سے رقم فرمائے سب میں یہ مضمون تھا کہ اس کتاب کے مسائل میرے اورمیرے مشایخ کے مشرب کے بالکل موافق ومطابق ہیں۔ پھر حضرت کے قبول فرمانے کی یہ برکت ہوئی کہ یہ کتاب مقبول عام ہوگئی،سب اس کو ہاتھوں ہاتھ لے گئے ایک نسخہ بھی باقی نہ رہا، اورلوگوں کے اشتیاق کا یہ عالم کہ دوردور سے مطالبے کے خطوط آرہے ہیں،گلوگیریِ تمنائے مشتاقین نے مجبورکردیا کہ اسے پھر چھپوایا جائے تو حضرت مرشدی ومولائی کے ارشاد کے مطابق-۱۳۰۶ھ- میں انوارساطعہ کی نظر ثانی شروع کردی لیکن اتنی رکاوٹیں پیش آئیں کہ-العیاذ باللہ- دوروز کام ہوا تو دومہینے ناغہ گئے، بہرکیف ! اس مولائے کریم کا شکرکہ انجام کار- ۱۳۰۷ھ- میں اس کام سے فارغ ہوا۔و الحمد للّٰه رب العالمين و الصلوٰة على شفيعنا خاتم النبيين .

اللّٰهم اجعلنا بذكرك و ذكر حبيبك متلذذين
و بآلائك و نعمائك في الدنيا و الأخرة متنعمين
توفنا مسلمين و الحقنا بالصالحين
و ارزقنا شفاعة سيد المرسلين
و ادخلنا الجنة بسلام فرحين
و صلى الله تعالىٰ على خير خلقه
و نور عرشه محمد
و آله و أصحابه و أولياء أمته أجمعين.
اللهم ارحمنا معهم برحمتك يا أرحم الراحمين .